

بیا اجازت بخش منی مسیحی میگم شایسته کوئی چاه

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الطاهرين

فان طلقوا فلا تحل اليهم بعد حتى تنكح زوجا غيره

فصل في الميراث من حضرت عمر بن الخطاب رضي الله
تعالى عنه ورواه طبرقي

بالتفاق

اصح واجاب واجماع باب في باب الارباب
سمي

ارشاد الحق المبين
لهداية الباهل العيين

از انفس قدير حقيق عليه السلام ورضي الله عنه

در مطبع غرض عام لاهور مسطرح کرده

مسیحی میگم شایسته کوئی چاه

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
الطاهرين
الطاهرين

ایجاب و قبول باہم متخالف ہوں۔ اس طرح اگر ایک نے ایجاب کیا زوجت نفی یا نفی ایک نے ایجاب کیا۔ اپنا نفس یا بیٹی کو ہزار روپیہ دے کر حلال و حرام کے ساتھ نکاح کیا۔ تو دوسرے کے قبلیت انکاح و کلا قبلی المہر۔ جسے نکاح قبول کیا اس پر با منقولہ تو یہ نکاح باطل۔

نسبت ایجاب نکاح کے کل جسم یا اس عضو کی طرف ہو جس کے ساتھ کل سے تعمیر کجاتی ہو جسے جسے نکاح کیا تب سے ساتھ یا بچہ کے دھڑ کے ساتھ یا سینے کے ساتھ یا پیٹ کے ساتھ۔ اعضاء اگر کہے تیرے ساتھ یا پیر یا آنکھ یا ناک یا کان کے ساتھ تو نکاح باطل ہے۔

زوجین معلوم ہوا کہ ہم دو صنف ہوں جس میں اشتراک و ایہام کا دخل نہ ہو۔ مثلاً نونے کی بیٹی یا بیٹا اس نام والا۔ اور اگر ایک بیٹی یا بیٹا ہو تو نام کی ضرورت نہیں۔

احکام نکاح

نکاح بوجہ ماؤن لہ بدن زوج۔ گھر میں رہنا۔ یا ہجرت جانے دینا۔ اگر چاہوے تو باجائزات کاوند۔ و جب ہر قسمی جو بابت نکاح مقرر ہوا۔ اگر نہیں ہوا تو ہر وجہ ہر مثل جو زوج کے خاندان کی عیادت کا ہے۔ اگر خاندان غریب تو اس کا ہر راج اہل و اقوام منظور ہوگا۔ مگر نصف ہر قسمی یا لباس سالم و دھڑ و غیر قسمی مجرم و انفاق و نکاح واجب ہوتا ہے۔ و صورت و فاقہ قبل از حکومت ہر قسمی و صورت ہر قسمی و صورت نسبیہ ہر اور ہر مثل و صورت عدم نسبیہ عبد الکلام۔ بذکر زوج واجب ہو۔ اور مان و نفقہ و سکنی یہی حسب حیثیت زوجین و وجہ ہو جسے اگر مرد و غنی ہیں۔ تو نفقہ غنی کا۔ اگر مرد و غنی نہیں تو نفقہ غنی کا۔ اگر ایک غنی ہو اور دوسرا غنی تو نفقہ باہم خاندان میں نکاح حرمت یعنی نکاح کرنے سے رشتہ داران حرام نہ ہوں ایک دوسرے پر حرام ہو جائے ہیں۔ عیادت پر بھی اور مرد پر بھی۔ مگر دختر و دود کے دوسرے فلوذ نہایت

سے جنگ نام یا بیبیہ ہے۔ اس زوج پر تب حرام ہوگی جب اس کے ساتھ نسبت کرے۔ و زقبل از صحبت حرام نہیں۔

و در صورت فاقہ اگر زوجین ایک دوسرے کا وارث ہوں۔ اگر اس مرد کی زوجات متعدد ہوں تو باہم زوجات کے عدل و معاشرت نفقہ و سکنی و غیر زوج امور میں ایسا کا انکاح اس وقتا زوجات واجب ہے۔

نکاح کے بعد اگر عیادت زوج واجب ہے۔ اگر وہ فراش کے لئے نکاح سے اور یہ زمانے تو زوج کو بیکرے۔ بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ اگر مانع شرعی ہو لہذا در جہر کرے۔ اس حالت میں زوج و زوجہ کو بیکرے کر کے نکاح کرنا ہر جائز ہے۔

ایہ نکاح در خاست خود و خواب میں بضرط و وجہ مستحب ہے۔ اگر نہ وجہ ایک ہی تقریرات اس کے گھر میں رہے۔ یا ضرورت مفارقت نہ کرے۔ اگر دوسرے میں تو تقسیم اوقات بصدق کرے۔

مقتدر موقت یعنی نکاح ایک مدت تعیین کے واسطے کرنا باطل ہے۔ مثلاً یہ ہو کہ زوج یہ عورت کو کہے کہ میں تجھ سے ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مدت تک اتنے روپے پر متحد کرتا ہوں اور نکاح موقت یہ کہے کہ ایک ہفتہ یا اس کی یا چند سال کے واسطے تجھ سے نکاح کرتا ہوں یہ دونوں باطل ہیں۔

ایہ نکاح باطل ہے۔ غیظ غمانی یا سبب صحابہ کو جمع کر کے یہ مستند کا پیش کیا۔ خود حضرت علیؑ سے پوچھا کہ متہ کہیٹا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا حرام ہے۔ فقہائین جن کے واسطے فیصلہ کے چنگ میں میں ہوا تھا۔ اور اگر ہوں کا گوشت نہ تھا تب تک ہوا تھا۔ میر غرض سے حرام کہ یا۔ ہاں میں متہ کا جواز منسوب ہوتا ہے امام مذکور کیا نکاح کیا۔ کیونکہ امام مالک بھی حرام کہتے ہیں۔ یہاں والے کو یہ کہہ دیا کہ کسی شیعہ نے کہتہ کر کے حنفی بنکر اپنی کتاب میں لکھا کہ امام مالک مستحب ہے کہ یہ نکاح حرام ہے۔ اس لئے اس کتاب سے دیکھ کر یہ قاضی کی یہ نہ جانا کہ یہ کتاب شیعہ کی ہے۔ اس لئے امام مالک پر نسبت باطل ہے۔ غرض مستند بالا حرام حرام ہے۔

مسئلہ طلاق

طلاق شرعاً فسخ نکاح کا نام ہے۔ طلاق دینی حرام ہے۔ اگرچہ انفرادی طور پر اشباح
مباح ہو جائے تاہم عند اللہ فیض المباحات جو۔ جب تک ان شوہر میں من کا فساد
یقین نہ ہو تب تک زوج کو یہ لفظ منہ سے نکالنا حرام ہے۔ اور زوج کو یہی طلب
کرنا اسکا حرام ہے۔ اسکی اباحت اور حرمت اور جہت سے ہے۔ اباحت یا استبعاد
زوج ضرر دین۔ اور حرمت بلحاظ قطع تعلق نکاح زن و مرد کو موجب تو والد رتسا سل اولاد
جو موجب کثرت اہل بیت مرد و کاہن حضرت نے نکاح کی تخریب فرمائی۔ اسلئے کہ
اس میں تہمت دین و دنیا اور موجب خوشنودی رب العزہ و حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا کہ مجھے دنیا سے تیز
چھین چاری از ایک۔ طیب و خوشبوئی و دم نساء و سوم نماز۔

جب نکاح شہنت ایسا کر اہم خصوصاً حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
کبار رضی اللہ عنہم و اولیاء عظام رحمہم اللہ کی عیاری ہے۔ بلکہ مغلوب الشہوت
پر فرض ہے اسوہ طہر شایع علیہ السلام نے اس تعلق کا قطع حرام فرمایا۔ کہ
اس میں سب کی نام۔ ارضی ہے اور تعلق رتسا سل ہے۔ اگر مجتہدین کے اتفاق
فرمایا کہ اگر ضرورت شرعی ہو تو بوجہ حکم الہی کے ایک طلاق سے زیادہ طلاق
نہ دے۔ اور وہ بھی اس صورت پر کہ جب عورت حیض سے پاک ہو اور ہنوز
صحبت نہ کی ہو۔ تو ایک طلاق دے۔ اور یہ احسن طریقہ ہے۔ پھر تین حیض کا
انتظار کرے۔ یہ عدت اسواسطے مقرر کی گئی ہے کہ شاید اس عرصہ میں طبیعت
منتفرہ سلوک پر آجائے۔ اور عقد و نفرت دور ہو جائے۔ اس عرصہ میں اگر نہ کہ
قولی یا فعلی ہو جاوے۔ قولی اسطرح پر کہ زبانی رجوع کرے یعنی اتنا کہے کہ میں
اچھی طلاق سے باز آیا۔ فعلی اس طور پر کہ عورت سے مناس کرے۔ تو اس قول
و فعل سے عورت نکاح میں رہتی ہے۔ اور اگر نفرت دور نہ ہو تو دوسرے طہرین
قبل از صحبت دوسری طلاق دے۔ اب بھی رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن اگر نفرت

باقی ہے تو تیسرے طہرین طلاق دے۔

اب تین طلاق کے بعد وہ زوجہ زوج پر ایسی حرام ہوئی کہ اجنبیات سے بھی زیادہ تر
چنانچہ اب زوج کو زوجہ سے اجتناب فرض ہوا۔ لیکن بعد از طلاق نکاح اگر زوج کی طبیعت
میں الفت ظاہری پیدا ہو تو نکاح علیہ اسلام تیسری مسلی منرا مقرر فرمائی۔ کہ جب تک
عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح و صحبت نہ کرے اور وہ دوسرا نکاح بلا وجہ نہ کرے
یعنی خود کا فساد دین کے طلاق نہ دے۔ اور عدت گذر نہ جائے تب تک زوج اول پر
حرام ہے۔ بڑی مشکوک میں یہ ہے کہ نکاح زوج ثانی کا اگر فرض القیاس نکاح زوج اول پر
ہو تو ہر دو پر لعنت ہو۔ پس نکاح ثانی بہ نسبت قیاس از وجہی ہونا چاہئے۔ بغیر فساد
اور ضرر دین کے نکاح ثانی کا توڑنا حرام ہے۔ اگر توڑے تو طریق مذکور پر یعنی ہر طہر
میں ایک ایک طلاق دے۔ اور عقد ہر دو عدت کے ایام کا زوج اول اور زوج
ثانی کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اور ہر سہی ہی انکے ذمہ واجب الاولاد لگایا گیا۔ تاکہ
کوئی شخص مرتکب طلاق کا نہ ہو۔ اگر اتنا کہ کرے تو ان سب اقراجات کا بار پیلے
قصور کرتے۔ اگر نہ دے تو عورت بذریعہ قاضی کے لے سکتی ہے۔

خیال کا مقام ہے کہ شایع علیہ السلام نے طلاق پر کس قدر زور و توجہ فرمائی
اور تین طلاق دینی کو سب کے حرام فرمایا۔ کسی سبب سے یہ طلاق حلال نہیں ہو سکتی
عوام الناس بچال میں یہ رائج ہے کہ اونے خلی سے بغیر زوج کو ب کے تین طلاق
تیناں پرے آتے ہیں۔ اگر خود زبان پر نہ دین تو کاتب کو کہتے ہیں کہ طلاق تمام کہہ
دے۔ چونکہ مسائل طلاق سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے وہ تین طلاق کہہ دیتا
ہو۔ بعد غصہ فراموش ہونے پر تیناں ہوتے ہیں۔ اور مقرر عورت ہر ایک طلاق موقوفی
سے نکاح کی صورت پوچھتے ہیں۔ حنفی علیہ السلام نے ہیں کہ بدوین حلال ہوتا رہا
نکاح ناجائز ہے۔ اب حلال نکاح انامرد و عورت پر و شوہر ہے۔ کہ وہ میان ناموس
کی ہنگ بچھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ یہ حکم شرعی ہے اور انہیں خدا و رسول کی

لے چونکہ تین طلاق متفرق برائے فسخ نکاح مقرر ہیں ہوا سبب عدت میں حیض مقرر ہونے
کہ ہر ایک طہر کے ابتدا میں ایک ایک طلاق واقع ہو سکے۔

زمانہ داری ہے۔ آخرت کی عزت ہے۔ جب حلالہ سے منحرف ہوتے ہیں تو رشتہ
 رشتہ کسی لاندہیب سے پوچھتے ہیں۔ لاندہیب فوراً زبانی فتویٰ دیدیتا ہے کہ
 تین طلاق دینی بمنزلہ ایک طلاق کے ہوتی ہیں۔ اگر عدت میں ہو تو رجوع کر لے
 اور اگر عدت گزر گئی ہے تو نکاح کر لے۔ اگر سائل درخواست کرے کہ فتویٰ کبھی
 دے تو فوراً حدیث مسلم کی اور ابو داؤد کی کہدیتے ہیں۔ مسلم کی حدیث تو یہ کہ
 جب حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے حکم عام سنایا کہ تین طلاق دینی تین
 طلاق ہیں۔ بدین حلالہ کے زوج اول پر حلال نہیں۔ تب ابو داؤد نے عبداللہ
 بن عباس سے پوچھا کہ پہلا حضرت امیر صدیق اکبرؓ خلیفہ اول اور دوسرا تین سال خلیفہ
 ثانی کے عہد میں تین طلاق دینی ایک طلاق بنائی جاتی تھیں یا نہ۔ ابن عباس نے
 ثانی تین طلاق ایک طلاق بنائی جاتی تھیں۔ لاندہیب نے اس سوال پر جواب کہ حدیث
 نبوی مقرر کیا۔ حاشا کہ ایسا نہیں ہے۔ نہ حضرت نے تین کو ایک بنایا نہ حضرت
 صدیق اکبرؓ نے۔ اور نہ خلیفہ ثانی نے۔ بلکہ جب خلیفہ ثانی کو خبر ہوئی تو سب کو بلا کر فرمایا
 کہ عوام کا یہ فہم غلط ہے۔ یہ عوام سمجھتے ہیں کہ انطا طلاق کا کرار برائے ناکید ہے
 یا برائے اجبار۔ یہ کہتے ہیں طَلَّقْتُکَ - طَلَّقْتُکَ - طَلَّقْتُکَ - یا اَنْتَ حَائِزٌ
 اَنْتَ طَارِقٌ - اَنْتَ طَارِقٌ - اور سمجھتے ہیں کہ دوسرے دو لفظ پہلے کے ناکید
 ہیں۔ یہ فہم غلط ہے۔ شاہ ولیعہد اسلام اور رب العزت نے یہ لفظ عقود کے لئے
 انشاء فرما سکے ہیں۔

لفظ طلاق میں رفع بند نکاح کے معنی ہیں۔ یہ لفظ حالی اور مضمر نہیں ہوتا۔ جب
 لفظ طلاق بولیگا تو عقد نکاح کا کھل جائے گا۔ پس تین عقدے ہیں تین طلاق
 کے ساتھ کھل جائے ہیں۔ متفرق ہوں یا تمھو۔ تفریق کی صورت مشروع
 پہنچی جبکہ نام حسن رکھا تھا۔ اور مجموع پر طبع بولنا حرام ہے۔ لیکن نسخ نکاح جس
 طرح متفرق کے ساتھ ہو۔ مجموع کے ساتھ بھی جو جایا ہو۔ حضرت ابن عباسؓ کا
 مطلب یہ تھا کہ عوام الناس اپنے ذہن میں یہ کارروائی کرتے تھے کہ تین کو ایک
 بناتے تھے۔ نہ حکم شرع۔ دوسری حدیث ابو داؤد کی مستدلہ تھی کہ ابو بکرؓ کا
 نے اپنی زوجہ کو تین طلاق دیں۔ حضرت کے حضور میں گیا سو پیشانی طابہر کی

حضرت علیؓ اور جلیلہ وسلم کا ارشاد ہو کہ مراجعت کرے۔
 الجواب ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ابو داؤد نے ایک باب منعقد کیا اسطور پر کہ
 باب فی نسخ المراجعة من طلاق۔ یعنی طلاق سے رجوع کرنا منسوخ ہو گیا
 جیسا حدیث قائلے زمانے میں۔ انطلاق فی قسوتین ط مفسرین بخوسی دوسرہ
 لکھتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی عادت تھی کہ دو تین طلاق دیکر رجوع کر لیتے۔ اللہ
 تعالیٰ نے منع فرمایا کہ طلاق دینی صرف دو تک ہو۔ دوسرے بعد کیا حشاشٹ
 بمقتضی وقت اور تفسیر شیخ یا حسنین۔ اسکا حکم ہے چاہو رجوع کو یا نہ رجوع عدت
 کا دیکر رجعت کر دو یعنی دوسری طلاق دیدو۔

امام بخاری بھی ایک باب طلاقات ثلثہ مجموعی کا لایا جس میں چوبیس روایت لکھی ہیں۔
 اور رفاعہ کی عورت کا تذکرہ کیا کہ جب رفاعہ نے طلاق بات لیتے تھے اللہ ہی
 تو عبد الرحمنؓ کے ساتھ نکاح کیا۔ عبد الرحمن شہسوار تھی۔ وہ عورت۔ حلیہ میں آکر
 عرض کرنے لگی کہ میں رفاعہ کے پاس چاہتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک
 تو عبد الرحمنؓ کے ساتھ محبت نہ کرے اور وہ طلاق دوسرے تک نہ کرے۔
 حرام ہے۔ اس حدیث سے ظہانے منکر ہی کہ حلالہ میں رجعت ضرور ہے۔
 اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ تین طلاق دینی تین ہیں۔ یہ عرض بخاری کی ہے
 اور ابو بکرؓ کی حدیث کو غلطی سے مردود کیا ہے کہ راوی اس کے بھوٹا ہیں۔ جیسا
 کہ راوی اور عینی نے شرح بیان کیا اور کہا۔ کہ ابو بکرؓ کی دوسری حدیث ثابت
 کرتی ہے کہ یہ طلاق طلاق تہی۔ یعنی ایک طلاق یا تین تہی۔ تو حضرت نے
 ارشاد فرمایا تو مراجعت یا نکاح کر۔ اور ابو داؤد نے بیت صحابہ کا نام لیا کہ سب متفق
 ہیں کہ تین طلاق کے بعد مراجعت یا نکاح حرام ہے۔ اللہ بجلہ صلاہ۔
الجواب عن الكل۔ فیصلہ حلیہ ثانی لا کہ صحابہ کے اتفاق سے جس میں
 بیس مجتہدین ہیں۔ اور اتفاق تہود است و آئمہ دین و مجتہدین کچھم کا اور فیصلہ سب

نوٹ شدہ دعائے فرمایا ان طلاقا فلا یحل لک ان یفعل من فیہ من فیہ
 یعنی فوراً اگر تیسری طلاق دے تو بدین حلالہ کے اس پر حرام ہے۔

محدثین کا یہی ہے۔ کہ تین طلاق دینے سے طلاق نہیں ہو سکتا۔ سکا بار انہی سے یا
 نیم شیعہ۔ اور رافضی ایک طلاق کے ہی منکر ہیں۔ اور محدثین اسحق اور طاہرین اور
 وکوف ظاہری ایک کے قائل ہیں کہ تین طلاق واقعی ایک ہوتی ہے۔ داد و غلابری
 خواہ اہل سنت و اہل جماعت سے خارج ہے۔ محدثین اسحق ترمذی و منسوب بالشیعہ ہے۔
 طاہرین ہی غیر معتبر۔ بلکہ طاہر کسی مذہب عرب میں مشہور و مذہب شیعہ ہو۔
 قطع نظر ان کے عدم صلاحیت فتویٰ کے۔ خود کا مقام ہے کہ سند ان کا ہی وہی علم عام
 ہے۔ جبکہ حضرت فیض ثانی یا اتفاق جمیع صحابہ غلط فرما چکے۔ اور سب مجتہدین نے تسلیم
 فرمایا۔ ابن عباسؓ نے بھی تسلیم فرمایا۔ ابو داؤد و امام طحاوی نے مفصل بیان کیا کہ
 ابن عباسؓ کے پاس کوئی مسئلہ آیا کہ فلا نے تین طلاق دی ہیں۔ آپ نے
 فرمایا کہ **مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا**۔ جو خدا کا خوف کرے خدا اُس کے
 واسطے کوئی رستہ نکالے گا۔ بتاتا ہے۔ اس شخص نے خدا کا لفظ نہیں کیا۔ اب
 کوئی رستہ نکالنے کا نہیں۔ کسی نے کہا کوئی کہتا ہے کہ نكاح مڪمل و مست ہو کہونکہ
 ایک طلاق ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ **مَنْ يَخْرُجْ اللَّهُ يَخْرُجْ اللَّهُ**۔ جو خدا
 کے ساتھ رہو گا کہے خدا تمہارے اُسکو دھوکے کی سزا دیتا ہے۔ دھوکہ دہن کہ تین
 طلاق کو ایک بلکہ ایک نہ بنا تا ہے یعنی اخیر کے دو لفظاً لفظ اولیٰ کی تاکید ہیں۔
 اور لفظ طلاق ظالی از منہی ہے۔ یہ شیطانی خیال ہے۔ اس دھوکے سے
 شیطان حرام میں ڈالتا ہے۔

بجو۔ یہ لفظ طلاق یعنی خود ہے۔ یہ منہ سے ہے۔ درہنہ ہو سکتے ہیں۔
 شامی جلد ثانی ص ۴۱۹

لو حکم حکم باقضا و احداً لا یفقد حکماً۔ یعنی جب اجماع صدر اول۔ اور
 قرآن ثانی و ثالث کا ہو چکے کہ تین طلاق واقعی تین ہیں۔ ایک تہین۔ اگر تہین تو
 ابتدا میں کسی طور پر بعد میں منسوخ ہو گئی تہین جیسا کہ آیت شریفہ۔ اتفاق و مجاہد
 اور احادیث نبویہ و پیروال ہیں۔ ایہ اگر کوئی حاکم اپنے قاضی حیات کے سبب

نوٹ۔ ایسا ہی حکم ابن عباسؓ کا جو وہ مقدمات میں ہے۔

حاکم کرے۔ یہ قاضی مجتہد اپنا اجتہاد کرے اور تین کو ایک بنائے تو یہ حکم ناجائز ہو
 کیونکہ جابل اور حاکم غیر حق کے نسبت یہ دعوہ ہے کہ جو شخص حق کو نہ جانے اور
 حکم کرے وہ جہمی ہے۔ اور اگر حق کے برخلاف حکم کرے وہ جہمی ہے۔
 اس مسئلہ میں حق ظاہر ہو گیا۔ خدا و ابوسالطی الاصلیٰ۔ حق کے برخلاف
 گرا ہی ہے۔ و **كُلُّ مَذَلَّةٍ فِي الْمَسَارِ**۔ ایسے حاکم و رزخی ہیں۔ یہ لوہے کے فعل ہو
 سزا ہے۔ اگر اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ یہو رامت کے اتفاق کو ناجائز سمجھتا ہے۔ او وہ
عَدْلٌ فِي الْمَسَارِ ہے۔ پس خلاصہ یہ ہو کہ جن جہالی نے یہ حکم جاری کیا کہ تین طلاق
 واقعی ایک طلاق ہے۔ اُن کے پاس کوئی سند نہیں بلکہ وہ مخالف شیعہ ہیں۔ مخالف
 فی الاعتقاد و معلوم کہ وہ موافق دین ہے۔ اگر اُسکو کوئی شبہ تاویل ہے تو وہ محض نادان
 ہے۔ زیادہ تر کفر یہ ہے کہ اُس خلاف شریعت کو حدیث نبوی اور حکم شرعی کہتے ہیں۔ یہ سب
 سے بدتر ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ طلاق کا دائرہ محدود کریں۔ اگر ذبح کو تادیب
 کرنی ہو تو اُور ز و کو ب اور تو بیج سے کریں۔ جیسا حکم رب العزت کا ہے۔ اگر خوف
 فتنہ اور فساد فی الدین کا یقینی ہے تو جس طرح ممکن ہو وقت برادری کو جمع کر کے
 دھوم دھام سے چیر۔ ہر نان و لقمہ و غیرہ لین دین کا تقصیر کرتے ہیں۔ اس طرح
 اقربا۔ دوستوں۔ رشتہ داروں کو ہٹا کر عورت کا چیر واپس کریں۔ اور ہر
 اُسکے ماتہ میں دین۔

ایام عدت یعنی تین حیض یا تین مہینے یا وضع حمل تک جو عدت کے مختلف میعاد
 ایام ہیں۔ اُسکے نان و لقمہ و لباس و مکان کا بند و بست کرے۔ اگر مذکر تو وہ
 دار الحکومت کے ذریعہ چیر لے گی۔ اس طبیعت کو جو کوئی ملاحظہ کر لگا بلاشت ضرورت

نوٹ۔ جو کہ حکم باقضا و احداً لا یفقد حکماً۔ یعنی جب اجماع صدر اول۔ اور
 قرآن ثانی و ثالث کا ہو چکے کہ تین طلاق واقعی تین ہیں۔ ایک تہین۔ اگر تہین تو
 ابتدا میں کسی طور پر بعد میں منسوخ ہو گئی تہین جیسا کہ آیت شریفہ۔ اتفاق و مجاہد
 اور احادیث نبویہ و پیروال ہیں۔ ایہ اگر کوئی حاکم اپنے قاضی حیات کے سبب

نوٹ۔ ایسا ہی حکم ابن عباسؓ کا جو وہ مقدمات میں ہے۔

اس حرام یعنی فحش و عذوق (ذہنی محرم کا) ہرگز شرکب نہ ہو گا۔ اس میں کیا ضرورت ہے
بچہ ضرورت شرعی نہیں۔ اور اس لئے شایع علیہ السلام نے منع فرمایا۔ اگر ضرورت کا
عقد ہو تو ضرورت ایک طلاق سے بھی نفع ہو جاتی ہے۔ یعنی ایذا و مہارت قبل
از حیثت جو رغبت کا مقام ہے ایسے موقع پر ایک طلاق دے کہ جو شہ نفرت پر وال
ہے۔ سادہ پس سے معصوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی اس مقبہ نہ لے الیہین کا خلاق
نہ ہو گا۔

جیسا کہ پہلے فرمایا ہے۔ اس طرح یہ ہے کہ جب کسی نابالغہ کا نکاح دلی اور لفظی بات اور
کے ساتھ چاہی ہو یا دلی یا دامن ذخیرہ ملک میں سے کوئی کرے تو وہ نابالغہ جب پندرہ
کی پہنچائے تو اسکو نکاح مستحکم ہے کہ اس نکاح کو قیام رہے یا نسخ کرے۔ قیام
رکھتا تو آسان ہے۔ مگر نسخ کرنا مشکل۔ کیونکہ یہ نسخ بلا حکم قاضی ناجائز ہے۔ وہ نابالغہ
بجائے نکاح سنت متہ کا حساب کر کے جب پورے پندرہ سال کی ہو جائے تو خود
کرے یا اس پر خود است کرے اگرچہ یہ نکاح منکوحہ نہیں ہے۔ حکم نزع شہدین
والی کو ہو اگر فقہین کرے کہ اسکی نذر اٹھائی کیوں ہے۔ بلکہ سبب نفی ہر مرد کی ان
افترہ و دیگر نذر بات۔ کہ اسکو نسخ کرے۔ اور اگر خلعت عدم قدرت اور ایسے حقوق
صحبت ہو گئے۔ برعکس ان کا عدم ہے۔ یا مجبور (یعنی حقوق خلعت) یا اختیار ہے
یا جبر میں ہے یا مجبور میں ہے۔ یا مجبور یا مجبور یا نزع صحبت ہو۔ تو حکم کو لازم ہو
کہ موانع قایل الحلال کو مجبور طہت یا نزع کرے۔ اور مجبور است یعنی ایک سال کے لئے
جہالت دے۔ اگر ایک سال میں علاج سے اپنا مرد کیا تو یہ نذر نزع چھوٹا گیا اور
نکاح رہ گیا۔ اگر عرض اور نذر یا نذر باقی رہ گیا۔ اور جو مرض علاج پندرہ نہیں جیسے
مستول اگر وہ کسی کو دس میں حکم فوراً جہالت حکم طلع نکاح کا کرے گا۔ اب یہ حکم
اس ملک میں غیر موجود ہے۔

پس فیضانِ کمال کا یہی پرخیز ہے، اگر وہ سب سے پہلے اور خوفِ خدا سے

دل میں جو توجہ ایسی سے ملاقات و پیش ہوں اور جانتا ہوں کہ اگر عورت ناراض ہو
اور باہم ذات و شوہر اتفاق نہ ہوگا اور نہ اس و زمین و آسمان کا ہر پا ہوگا تو ہمیں عورت پر
تو کہ کیا گیا ہے کہ برادر ہی کو کیا کر ایک ملاقات دیکھو۔ بہتر و غیر عورت کا اسباب
اسکے چالے کر دے۔ اگرچہ عورت سکونت رکھے مگر ایام عورت میں عیسوی
مکانات میں عورت سکونت رکھے۔

سید

نابالغہ کا نکاح حرام باپ کرے یا واداعہ نکاح - ولی میں شرف ہے کہ عاقل بالغ ہو۔
میتھنگ متروک - اگر متنگ متروک ہو تو نکاح اس نابالغہ کا ناجائز ہے۔ ولی خواہ
باپ ہو خواہ واداعہ نکاح - تاسی غیرت والا ہو ولی باجمتہ سار ہو۔ واداعہ باپ
واداعہ غیرت اگر نابالغہ کا نکاح غیر کف سے بہرہ ریل یا کف میں بہرہ کم اندہ ریل
کر دے تو ناجائز ہے۔ (ریشمی ورنہ مختار میں لکھا ہے)۔ یہ نکاح بہ حکم شرع حرام ہے۔
علاج اسکا یہ ہے کہ نابالغہ کا نکاح جب تک بالذہن ہو جائے کوئی نہ پڑے۔ اگر کوئی
پڑے تو شریعت مذکورہ بالہ نظر رکھے۔

فضل

محرمات ابیرہ چنانکاح مرد ویروام ہے

عین - دروسی - پیشی - پختی - تربیتی - بیسی - پیشی - خال - پیوی - پختی
و غیره است پیشی -

محرمات رضاعیہ

ماں اپنے مڑھتے دودھ پلانے والی - واری - تانی - راسی - پہن شیشی - پہانچ بیٹی

پوتی۔ مثلاً یہودی بھی مثل محرمات نسبیہ کے ہیں۔ یعنی جس عورت کا دودھ پیا ہو۔
عمرضہ اور اسکا زوج جس سے دودھ پیدا ہوا۔ اس دودھ پینے والے کے مان باپ
بھائی ہیں۔ حضرت امکا ارشاد ہو انور ضلع ملت علیہ السلام۔ یعنی دودھ پینا
ایام رضاع میں ایک رشتہ ہو مثل رشتہ نسب کے +

تسلیم

ثبوت رضاع کا شرط کس طرح ہو سکتا ہے ؟
جو اب۔ باتر اور مرد غیر خوار۔ جب ذہانی اقرار کرے کہ خدائی عورت میری مرضہ
یعنی رضاعی مان ہے۔ یا خدان عورت میری رضاعی ہیں ہے۔ اور اس قرار پر
تایم رہے۔ اور دوبارہ کہے کہ یہ بات سچ ہے یا حق ہے یا یقیناً میں نے اسکا
دودھ پیا ہے۔ اب اس تاکید کے بعد اگر یہ مرد انکار کرے تو شہادت دودھ
عادل یا ایک مرد اور دودھ عورت عادل کی ایجاد سے کی۔ کہ اس نے تکرار کے ساتھ
اقرار کیا تھا۔ یہ اقرار قبل از نکاح یا بعد از نکاح ہوگا۔ اگر قبل از نکاح ہو تو نکاح حرام
اگر بعد از نکاح ہو تو نکاح فاسد ہے۔ مگر متارکت اور مفارقت تو لی با حکم قاضی کی
حاجت ہوگی۔ تب وہ دوسرے سے نکاح کرے گی۔ اور بدین سیکے یہ امر مشکل ہے
پس اگر متارکت برضی ہو نہ کرے تو قاضی حاکم فسخ کا حکم کرے۔ جیسا شامی میں
مفصل لکھا ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ دو کس کی شہادت رویت رضاع پر
اس طرح سے ہو کہ بچہ کو مرضہ کا دودھ پیتا ہوا دیکھیں۔ یا نکل غلط۔ اور وہ ہم باطل
اگر شہادت دو کس کی اسباب پر ضروری ہو تو حرمت رضاع باطل دور
ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر ایک ستودہ پر شہادت پستان فرض ہے۔ اس قدر بڑھم
عظیم کہ دو کس کے سامنے پستان نکال کر کے دکھانے شرع میں مطلقاً حرام ہے۔ اس
بات کا قائل جاہل ہے دین ہو مطلب شامی جو انکار کا دہی ہو جو بالاندک ہو اسلئے

قویٰ ملے حرمت رضاع و معاہرت موجب فساد نکاح ہو۔ اور نکاح فاسد میں مناکحت باقرنی
قاضی ضروری۔ اسلئے کہ قاضی نہیں اسلئے مفارقت متارکت قویٰ پھر بھی۔ اگر مومن ہے تو

وہ مناکحت سے بخلاف نہیں کرنا کیونکہ حرمت کی حرام برعلیٰ تو مناکحت کے دوسری جگہ نکاح نہیں
کر سکتا مگر اگر ترک مفارقت برائے صحت کو تھا ہے اور اس کا مجوز ہے تو

تسلیم

ایک عورت نے زوجه میں سے کہا کہ مجھے تم کو دودھ پلایا۔ اگر دونوں نے اسکی تصدیق
کی یا مرد نے تصدیق کی اور زوجه نے تکذیب تو نکاح فاسد ہے۔ اور اگر دونوں
نے تکذیب کی یا مرد نے تکذیب کی اور زوجه نے تصدیق تو نکاح فاسد نہیں لیکن
اس صورت میں جبکہ عورت عادلہ ہو افضل یہ ہے کہ مفارقت کجاسے۔ اور
خداوی عالمگیری +

محرمات صہرہ

یعنی نسبیہ۔ جو زوجه کے تعلق سے حرام ہوتے ہیں
ایک اہلیہ۔ وہ یہ ہیں۔ زوجہ کی مان۔ داری۔ نانی۔ اور مذلولہ یا مہرہ شہوت
کی بیٹی۔ پاتی۔ نرسی +

دوسرے صہرہ۔ وہ یہ ہیں۔ زوجہ کی بہن۔ خالہ۔ پھوپھی۔ چچھی۔ اور بیہی۔ کہ ان
پنج کا نکاح زوجہ کے ایام نکاح اور عدت طلاق میں حرام ہے۔

جب عدت نکاح گذر جاوے تب انہیں سے کسی کے ساتھ یعنی زوجہ کی بہن یا خالہ
یا پھوپھی یا چچھی یا بیہی سے ایک کے ساتھ اس مرد کا نکاح جائز ہے۔ اور جس مرد
کی چار عورتیں ہوں تو اسکو پانچویں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر ایک کو طلاق

ملے شکوہ غیر ضروری مر جاوے یا مطلقہ ہو جائے تو اسکی بیٹی حرام نہیں بلکہ کی بیٹی حرام
حرام ہے۔ اگر کوئی ساس کو اپنے زنا کی نیت کرے اور اس پر شہادت ہو پھر نہ نکاح ہوگا
تو قاضی نکاح کو فسخ کر دے۔ جسا رضی کے اقرار اور انکار میں گذر کر قاضی
فسخ کر دے۔

و سے اور ہنوز نہ دیتا ہنوز گزری تب بھی نکاح پانچویں کا ناجائز ہے جب اسکی
 عدت گزرے تب دیگر کے ساتھ نکاح جائز ہے ۔
 اور شکوہ یا محسوسہ بابت داد سے کسی ہوتا ہے کی یا بھلی کے یا بھلی کی یا بھلی کی ہو ۔
 حرام دینی ہے ۔

ہر شری

شریعت میں ہونے والی شے بہ خصوص مخصوص مال یعنی ہر شے فقہ حرمیت اور حلالیت کے تحت قرار
 اگرچہ عقد نکاح کے وقت نہائی اور ایک جاوے کہ کوئی ہر مقرر نہیں ۔ اس طرح پر کیا عورت
 کہہ کہ اپنے نفس یا عورت نایا لہ کا ولی کہے کہ اپنے یہ عورت نہی کو نکاح و
 یہ کہہ کر دی ہے ۔ اور وہ قبول کرے اور وہ گواہ موجود ہوں تب بھی ہر شے جب
 اللہ ہو گا ۔ کیونکہ زوجین کو منکر کردہ شریعت سے خلاف کرنا ناجائز و باطل ہے ۔
 ہر شری جو فائدان بنوت میں جاری رہا اور چہرہ صیہ کرام اور خوں اہل اسلام
 تمام اہل اور وہ دار اسلام میں عوام کا بھی معمول تھا رہا ۔ وہ چار سو مثقال چاندی
 کا ہے جو پانچ سو درہم اور ایک اشتر فی کیس روپے قیمت کے مساوی ہے ۔ جس کا
 عنوانی مسلمانوں اسلام نے ملک ہند میں اس طرح لکھ کر جاری کیا تھا کہ پانچ سو مثقال
 عورت ایک دینار و درہم مسلمان ۔ ایک سو مثقال گورنمنٹ کے روپے کے مساوی ہے
 لفظ شریک بخار میں مرقع ہے ۔ مسلمانوں اسلام ہند میں ہی اور لفظ مرقع ہندو کہ
 آئین گبری) اس کے دفتر میں حساب لگوا ہے ۔ ہند پنجاب نے جو حال میں شری کو
 لگا سمجھ کر ہندو روپے دس روپے کے مساوی کرکے اور دینار مسیح سوار روپے
 قیمت کا بنایا سب لکھ بندیں روپے کے مساوی قرار دیا ۔ یہ سب غلط ہے ۔ اور
 عدت کی حق تلفی ہے ۔ کہ وہ کہنے ہیں کہ شری ہر مقرر ہو ۔ انکو کیا معلوم کہ ہر شری
 کیا ہے ۔ جب باہم زوجین میں مناد پیدا ہوتا ہے اور طلاق سے منازعت ہوتی
 ہو یا فائدہ وقت ہو جائے تو عورت یا کسکالی طالب ہر ہو جاتا ہے ۔ ہر
 شری وہی ہے ۔ جو مذکور ہوا اپنے ایک سو مثقال ہندو روپے ۔ یا ان اگر یہ ترقی زمین

کی پیشی کر دی گئی ۔ تو جائز ہے ۔ مگر کی حد دس درہم تک ہے جو ایک ماٹ کم
 نو لہ یعنی قریباً نہیں روپے کے مساوی ہے ۔ اور پیشی کی کوئی حد مقرر نہیں
 ہزار ہو یا دس ہزار جیسی حیثیت زوج کی ہو اس کے مناسب زیادہ دینے پر راضی
 ہو ۔ مگر یاد رہے کہ ہر دو قسم کا ہوتا ہے ۔ ایک ستری ۔ دوسرا بھری ۔ ایک
 پوشیدہ براے ادا ۔ دوسرا بھری براے نام آوری ۔ جس میں ادا سے
 ہر مقصود ہو محض ریاکار ہے ۔ سو اس میں تحقیق یہ ہے کہ ہر واجب اللہ
 ہر ستری یعنی پوشیدہ ہوتا ہے نہ بھری ۔ طریقہ ادا کے ہر یہ ہے ۔ کہ جب وہ
 کا نام و لفظ مکان سکونت زوج کے ذمہ ہے تھے کہ کفن ہی اس کے ذمہ واجب
 ہو ۔ تو جو جو بالائی اخراجات زوج کو رشتہ داروں میں صلہ رہی کے قایم رکھنے
 کے لئے پیش آتے ہیں ۔ اور ترانی ۔ زکوٰۃ و کفارات بھی پیش آتے ہیں ۔ یہ سب
 اخراجات زوج کے ذمہ نہیں ہیں ۔ تو زوج اپنے ہرین سے لیکر کارروائی
 کیا کرے ۔ دفعہ رفتہ یہ ہر ادا ہو جاتا ہے ۔ اس حکمت کے واسطے شرع نے
 یہ ہر مقرر کیا ہے ۔ کہ جب حیثیت جس میں کارروائی زوج کی ہو اور زوج
 ہی نہ رہا اور مقروض ہو جائے ہر مقرر کیا ۔ ہر ادا چاہے جو ادا کر سکے
 ہی ہر ستری ہے ۔ اور اصلی اگر حیثیت زوج سے زیادہ مقرر ہو تو بیکاری ہی
 اسکا ادا کرنا زوج کے ذمہ نہیں ۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے ۔

۱۔ ہر دو حصہ یہ ہے ۔ ایک بھل ۔ دوسرا بھل ۔ یعنی غیر بھل ۔ بھل نصف ہونا ہوتا
 جو مرقع قوم جو بالبرقی زوجین کو روپے بھر دینا واجب الادا ہوتا ہے ۔ اسکا ادا کرنا
 قبل از عدت ضروری ہے ۔ اس کے دو میں تاخیر کرے تو عورت خود ہی ادا کر سکتی ہے ۔ اور بھل
 بر وقت تفریق یعنی طلاق یا وفات واجب ادا ہوتا ہے ۔ اور عدت ہی واجب اللہ ہوتا ہے
 اگر بھل تو شری ہو اور وہ جیسا مذکور ہوا تو بھل ۔ تو اب بر وقت تفریق جو زوج سطا لیکل ہر کرنا واجب
 ہے کہ بھل بھل ضروری ہو اور بھل اگر ادا نہ ہو تو بر وقت وفات زوج شوہر نصف یا بھل کا
 ادا ہے ۔ باقی حصہ بر عدت بیٹا یا باپ یا دیگر درخان زوجہ کو ملے ۔ اور بر وقت طلاق زوج
 طالب بقید حصہ بھل کی جو نہ کل ہر کرے ۔

عدت

اگر طلاق قبل از صحبت و خلوت دیوے تو عدت کوئی نہیں۔ اگر وفات ہو
تو عدت وفات کی ہے۔ اگر بعد از صحبت یا خلوت طلاق دیوے تو
عدت ضرور ہے۔ نکاح فاسد کی عدت کوئی نہیں۔

طلاق و وفات۔ جب عورت کو طلاق دی جاوے کہ اس کے تین حیض کا انتظار فرض ہے۔
جب تین حیض گزر جاویں تب وہ مجاز ہے کہ کسی دوسرے سے نکاح کرے۔
اگر حیض نہ آتا ہو یعنی نابالغ ہو یا بالوغ ہو ہو مگر تاہنوز حیض نہیں آیا۔ یا سن
ایاس کو پہنچے کہ حیض آنا بند ہو گیا۔ اسکا اندازہ علمائے ۵۵ سال یا ۶۰
سال دیندے۔ کیا جس کا خلاصہ یہ ہے یعنی عورت اس عمر تک پہنچی جس عمر میں
اسکی معصرون کا حیض بند ہو جاتا ہے۔ تو یہ عورات تین ماہ کامل عدت پوری
کریں۔ حاملہ ہو تو دفع حمل تک انتظار کرے۔ اور جبکا خاندان فوت ہو جاوے
یا حیض ہو یا غیر حیض تو اسکو چار ماہ و نسل دن تک عدت کا انتظار فرض ہے۔
جبکا زوج فوت ہو گیا اسکا خراج کسی پردہ جب نہیں۔ اپنے ہر و رسول کردہ سے
اوقات بسر کرے۔ اب عدت میں مشکل یہ ہے کہ غیر حیض یعنی نابالغ جبکہ ہنوز
حیض نہیں آیا وہ عدت میں ہی کہ حیض شروع ہو گیا تو اب اسکو عدت حیض کی
شروع کر کے ختم کرنی چاہئے۔ اور جو عورت حیض عدت میں حیض کا انتظار
کرتی تھی۔ وہ حیض گزرے کہ تیسرا بند ہو گیا۔ اب یہ بندش سن ایاس کی ہے۔
تو وہ حیض کے بعد تین ماہ کی عدت پوری کرے۔ اگر یہ بندش سن ایاس کی
نہیں یعنی وہ کم عمر کی ہو تو علاج سے حیض جاری کرے۔ اور حیض جاری ہونے
تک عدت علاج خواہ چھ ماہ تک یا ایک سال یا دو سال تک ممتد ہووے
عدت میں شہاء ہوگی۔ صحت یا اگر ایک حیض تیسرا عدت میں بچے۔ وہ حیض
گذشتہ عدت میں محسوب نہوے۔ دوسرے کی عدت جمع نہیں ہو سکتی یا عدت

اگر حاملہ ہو تو دفع حمل تک عدت کا انتظار کرے۔ اگر عدت میں حیض آئے تو اسکا خراج کسی پردہ جب نہیں۔ اپنے ہر و رسول کردہ سے اوقات بسر کرے۔ اب عدت میں مشکل یہ ہے کہ غیر حیض یعنی نابالغ جبکہ ہنوز حیض نہیں آیا وہ عدت میں ہی کہ حیض شروع ہو گیا تو اب اسکو عدت حیض کی شروع کر کے ختم کرنی چاہئے۔ اور جو عورت حیض عدت میں حیض کا انتظار کرتی تھی۔ وہ حیض گزرے کہ تیسرا بند ہو گیا۔ اب یہ بندش سن ایاس کی ہے۔ تو وہ حیض کے بعد تین ماہ کی عدت پوری کرے۔ اگر یہ بندش سن ایاس کی نہیں یعنی وہ کم عمر کی ہو تو علاج سے حیض جاری کرے۔ اور حیض جاری ہونے تک عدت علاج خواہ چھ ماہ تک یا ایک سال یا دو سال تک ممتد ہووے۔ عدت میں شہاء ہوگی۔ صحت یا اگر ایک حیض تیسرا عدت میں بچے۔ وہ حیض گذشتہ عدت میں محسوب نہوے۔ دوسرے کی عدت جمع نہیں ہو سکتی یا عدت

مشہور کی ہوگی یا حیض کی۔ ایک قسم کی عدت میں دوسری قسم کی عدت مشروع
ہو جاوے تو پہلی عدت ناقصہ باطل ہے۔ دوسری عدت کامل چاہئے۔

فصل

جس عورت اور مرد کے درمیان فرقت واقع ہو اور تصور عورت کا ہی ہو یا عورت
ناروان ہے جبکہ عربی یا شہرہ کہتے ہیں۔ اس حالت میں نفقہ عدت کا اور ایام
نشوز کا ذمہ زوج کے نہیں۔ اور جبکا شوہر فوت ہو جاوے تو اس کا ہی ذمہ زوج
کے نہیں۔

مسئلہ کفو

اگر کسی نے گھر والوں کو دھوکا دیا اور کہا کہ میں تنہا رہی کفو ہوں اس دھوکہ پر انہوں نے
برضا و رغبت نکاح کر دیا۔ پھر ظاہر ہوا کہ وہ ذلیل تھا تب انکو اختیار
فسخ کا ہے۔ نکاح باپ ہو۔ دادا یا چچا یا خود عورت ہو۔ اگر عورت خود غیر کفو سے
نکاح کرے تو فتویٰ یہ ہے کہ یہ نکاح ناجائز ہے۔ جیسا شامی اور مختار میں ہے۔

تنبیہ

طلاق میں نسبت بسوے زوج یا بدن زوج یا شکم یا سر یا سینہ وغیرہ چھٹا
جھکے فنا سے اسکی جان جاتی رہے ضروری ہے یعنی اس طرح کہ بچہ کو یا ترے
پیش کو یا سر کو طلاق دی۔ اگر کہے کہ ترے ماتہ کو یا ناک کو یا کان کو یا ٹانگ کو
یا پیر کو طلاق دی تو وہ طلاق نہیں۔ مگر نسبت اول بن یا یہ ضرور ہے کہ نسبت
داخلت دل سے مراد ہو۔ اگر زبان پر جاری ہو جائے۔ جیسا کہ تھتے وقت
کہے یا کہے آخر و آخر طلاق یا مستدام تعلیم کے وقت یا غلط کہے کہ طلاق انصافی

باشا گو کہے یا کاتب طلاق نامہ لکھنے والا کہے یا کہے میری عورت مجھ پر حرام ہے یا سلفہ ہو تو ان صورتوں میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا دلی ارادہ نہیں کہ اپنی عورت کو طلاق دیں۔ سو سہا ہی اگر کوئی چالاک کسی جاہل کو کہے کہ یہ دینے پڑے (اصرائی کا لفظ)۔ اور وہ جاہل پڑے اور اس کے گواہ ہوں چالاک کہے کہ دسکی عورت پر طلاق پڑ گئی۔ تو یہ دھوکا چالاک کا چل نہیں سکتا۔ کیونکہ اس جاہل کو اس لفظ کے معنی معلوم نہیں اور نہ نسبت کا ارادہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جیسا طلاق میں نسبت یسوی کے زوجہ دل سے مراد رکھنی فرض ہے۔ ویسے نکاح میں کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا۔ اگر کوئی دھوکا دے عربی میں کہتا دے تو وہ نکاح دو سہرا کہے چھٹکت اور معنوں سے ناواقف ہوں۔ اور نسبت مراد دلی نہ ہو تو نکاح منقہ نہیں ہوتا۔ یہ ضرور نہیں کہ لفظ طلاق اور نکاح کے معنی جانتا ہو یعنی اتنا جانتا ہو کہ ان سے نکاح یا طلاق ہو جاتے ہیں۔ اور نسبت کا ارادہ دلی ہر ایک میں یعنی طلاق و نکاح میں ضروری ہے۔

تنبیہ

طلاق دینے والا بالغ عاقل ہوشیار ہو۔ نابالغ اور مجنون اور ہوش اور سوتے کی طلاق غیر واقع ہے۔

مسئلہ ضروری

سب علما کہتے ہیں کہ ضروری کی طلاق واقع ہے یعنی جو شخص غم یا ارادہ خرابات پر سے اور اس سستی میں طلاق دے تو وہ طلاق واقع ہے۔ اگر توبہ کے دفع کسی مرض کے یا سبب دفع تشنگی کے چنانچہ بانی میسر ہو بخوش ہلاک ہو سکے یا بڑے دفع مرض پیوستے بطور علاج استعمال کرے یا غم کے دفع میں درد سر یہ اگر کے اور اس درد سر سے بے عقل ہو جاوے تو ان صورتوں میں طلاق اسکی غیر واقع ہے اور عطف

یکہالت کی طلاق تحقیق طلب ہو۔ اگر عطف اس درجہ کا ہے کہ اس کے دماغ میں خرابات جمع ہو کر بے عقل کر دے۔ اور نہ بیان کہنے لگے جس میں تیسرے نیک و بد کی نہ رہے۔ مثل خمر کے ہے جو دماغ میں تغیر سے عقل پیدا کر دے تو اس حالت کی طلاق شارع نے غیر واقع فرمائی ہے۔ مگر یہ مسئلہ ان کے واسطے جو صاحب ایمان ہیں اور خوف خدا دل میں رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنی حالت سے واقف ہیں کہ حالت بد ہوشی اور ہوش کی تمیز کر سکتے ہوں۔ ورنہ بھال ضعیف الایمان تو یہاں طلب ہوتے ہیں۔ یہی چاہتے ہیں کہ کسی حیل سے طلاق دی جوتی عوام کے نزدیک ناجائز ہو جاوے۔ خوف خدا ان کے دل میں نہیں اس واسطے انکا حذر کہ ہم نے عطف میں طلاق دی تھی شرع میں مسموع نہیں۔

مسئلہ

اگر کسی نے اپنے صغیرہ کا نکاح کسی خاندان والے لڑکے سے کر دیا جس خاندان کے سب لوگ صالحین ہیں اسکو صالح سمجھا۔ جب لڑکی بالغ ہوئی تو اسکو شارب الخمر پایا۔ تو لڑکی کو خستہ رہے بلکہ عالمگیر میں لکھا ہو کہ نکاح باطل مہ جادینگا۔

بیان طلاق

طلاق دو قسم ہے ایک صریح دوسری کنائی۔ صریح عربی میں لفظ طلاق کا ہے۔ اور اردو میں چوڑی۔ پنجابی میں جھڑی۔ فارسی میں۔ مشتق ترا از زنی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر زبان میں ایک لفظ اپنے طلاق صریح بنایا۔ خواہ پشتو میں یا ترکی میں یا فارسی میں یا ہندی میں یا انگریزی میں جو سنے طلاق کہے ہیں۔ وہ عقد نکاح توڑنے کے ہیں۔ جبکہ شامی میں لکھا ہے۔ صریح الطلاق مالہ لیسیتل الکافیہ و نو بد الخادسیرہ۔ یعنی صریح طلاق وہ لفظ ہے جو عقد نکاح کو توڑنے میں

لفظ حرام کا کہ کو مجھ پر حرام ہے۔ مستحق میں علما نے اسکی حلالی کتنا ہی فرمایا۔ لیکن
طلاق میں شرط وقوع طلاق کتنا ہی جو قرنیہ یا نیت ہو چاہی جاوے تو طلاق بائین
ہوگی۔ سوائے نکاح کے رجوع نہیں کر سکتا۔ اور متنازعہ میں اس لفظ کو حلال صحیح فرمایا
ہے کیونکہ عرف عام میں یہ لفظ مستعمل طلاق میں ہوتا ہے۔ پس اس لفظ کے وقوع سے
طلاق واقع ہو جائیگی۔ نیت ہو یا نہ ہو۔ اور اسے اس کے واقع ہونے سے اگر ایک یا
دو بار ہو تو عدت میں رجوع کر سکتا ہے نکاح کی ضرورت نہیں اور بعد عدت مصلح نکاح
کا ہے۔ سوائے نکاح کے رجوع ناممکن۔ اور طلاق خلع اس طلاق کا نام ہے کہ عدت
کچھ روپیہ دے کر کہ جنس مہر سے ہو۔ یا خود مہر معاف کر کے شوہر سے طلاق
لیے۔ اس کے سوا وقت میں اگرچہ ایک طلاق صحیح ہو تو بھی بائین ہے۔ سوائے نکاح
کے حلال نہیں ہوتی۔

بعد از تکلیف چہ ماہ کامل پر بھی پیدا ہو تو صاحب زراش کا ہے ۔ اگر
قبل از چہ ماہ پیدا ہو تو فرسکا ہنن غیر کا ہے ۔ کیونکہ یہ چہ ماہ سے کم
کا تمام رہتا ہے ۔ چہ ماہ بین کامل ہوتا ہے ۔ اس لئے شریعت نے چہ
ماہ میزان نقصان و کمال جنین کے رکھے ۔

فی ثبوت النیب

بیکراج سے جو یا بیکراج فاسدہ - اولاد صاحب فرماش کی ہو - اگر یہ زانیہ نفی کرے
جب تک کھان نہ ہو جائے اور کھان بہ لون قاضی ناممکن ہو - کھان یہ ہو کہ زوج
نفی دے کی کرتا ہے - زوج نے حاکم کے پاس تہنڈا نہ کیا - حاکم نے بلا کر زوج سے کہا
کہ تو نے یہ تہمت سچی لگائی یا جھوٹی - اگر وہ چار بار کہے کہ میں اس تہمت لگانے
میں سچا ہوں - اور یا تین دفعہ کہے کہ اگر وہ چھوٹا ہو تو اسپر غنت خدا - اور حاکم
عورت سے پوچھے اسکا کیا جواب سچا ہے یا جھوٹا - اگر کہا کہ سچا ہے تو عورت پر

جد جادوی کرے۔ اگر کہے چھوٹا ہے تو حاکم چار دفعہ اس سے کہتا ہے کہ وہ چھوٹا ہے۔ اور پانچویں دفعہ کہتا ہے کہ اگر وہ سچا ہو تو بچہ پر غضب نہ آگا۔ پس حاکم دونوں میں تفریق کرے۔ والد کو والدہ کے حوالہ کر دے۔ اب بعد لعان کے انہی والدہ کی ثابت ہوئی۔ اور اسلئے ان لعان یہ والد صاحب فراش کا ہے۔ دس ملک میں تلافی سخطانی کو حق نہیں لعان ناممکن۔ پس اولاد صاحب فراش کی ہے۔

طلاق المريض
طلاق الفار

اس طلاق دہندہ کا نام قار ہے۔ کوئی مرض الموت میں جسکے سبب کارروائی خارج از بیت سے عاجز ہے۔ اپنی عورت کو طلاق یا تین دیدے۔ منوطاً بہ نہیں گذری کہ وہ مر گیا۔ تو وہ عورت وارث ہوگی۔ مگر اگر عورت خود طالب طلاق یا تین لینے میں طلاق یا ایک طلاق یا تین یا طالب خلع ہو یا بعد از طلاق ابن الزوج سے تفصیل یا مسامحت بالزنا کرے تو اس عورت میں وارث نہیں ہوگی۔ اور مطلقہ بطلان رجعی خواہ طلاق بحالت صحت یا بحالت مرض یا خود عورت طلب طلاق رجعی کی کرے اور وہ طلاق یا تین دیدے اور منوطاً بہ عورت میں ہے کہ وہ فوت ہو گیا تو بہر کیف یہ عورت وارث ہوگی۔

(اولیاء)

یعنی رشتہ داروں جو مالک اشباح خانیقہ کے ہوں اس ترتیب سے ہیں۔

اصل باب - پیر داؤد پیر پڑ داؤد - پیر سہاگنی حقیقہ پیر عثمانی لغنے سوتیلے پیر اخوانی -

پہر انکی اولاد فکور پہر مان پہر دای پہر نانی و نانا۔ خالو خالہ۔ پھران کی اولاد جس طرح یہ رشتہ دار وارث ترکہ کے ہوتے ہیں ویسے مالک نکاح کے ہیں۔ اس طرح اس نابالغ کی پرورش میں ذمہ دار ہوتے ہیں۔

اگر کوئی عورت مجنون ہو تو اس کے نکاح کے مالک اول بیٹا ہے۔ پہر پوتا۔ پہر باپ دادا بہ ترتیب مذکور اگر باپ دادا نکاح کر دے تو وہ نکاح لازم ہو جاتا ہے۔ وقت بالغ ہونے نابالغ کے اسکو نکاح کوڑنے کا اختیار نہیں ہوتا اگر سوائے باپ دادا کے دوسرے ولی نکاح کر دے تو جب بغیرہ بالغ ہو تو اسکو اس وقت اختیار ہے کہ اس نکاح کو نامنظور کرے۔ مگر اسکی نامنظوری نکاح کوڑ نہیں سکتی۔ جبکہ قاضی سلطانی نہ کوڑے۔ پس اس ملک میں نکاح بغیرہ کا مشکل ہے۔ جب نکاح الی کا لازم نہ ہوا۔ اور بغیرہ ہر وقت بطریق ناخوش رہی اور قاضی سلطانی حاضر نہیں تو یہ معاملہ کس طرح طے ہوگا عینت اس نابالغ کی بحالت ناخوشی ناجائز اور نسخہ نکاح ہیں ناجائز۔ اس کا وہاں دور گردن نہ لی ایسے سے۔ کہ اس نے یہ وہاں سبب جہالت مسئلہ کے اپنی گردن پر کیوں لیا۔ یہ صحبت حرام کس طرح حلال بنے گی۔ پس حل اس مشکل کا یہ ہو کہ اس ملک میں نکاح نابالغ کا نہ کرے۔ جس طرح وارث ترکہ کے بنتے ہیں۔ اسی طرح کفیل اس کے نان و نفقہ کے بیٹے۔ جب بالغ ہو تو ہر رضی اس کے اسکا نکاح کریں۔ یہ درجہ بنوہ کا مسلمانوں میں جاری ہے۔ یہ مسلمان نا عاقبت انیش جاہل از احکام دین خود نابالغان یتیمان کو چاہ جائیں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہادی ہے وہ انکو راہ راست پر لارے۔ آمین۔

مسئلہ حضانت

یعنی پرورش بچہ یتیم

جب کوئی بچہ یتیم رہ جائے تو اس کا بچہ شیر خواہ رہ جائے۔ تو کسی پرورش

یعنی شیر دہی اور تربیت خدہ مشکنداری حق مان کا ہے۔ اور خیر خوراک و لباس و عسلاج مرض کا ذمہ دار دادا دیہی و چچا وغیرہ ترتیب دار ہونگے۔ جب مان کا کام خدمت کا ہے۔ اگر وہ عورت کسی بچہ کے غیر محرم کے ساتھ نکاح کرے یا بچہ کو تنہا چھوڑ کر بے ضروری کام چلی جائے۔ یا نسق و فوجہ کرے۔ یا نماز نہ پڑھے تو حق پرورش بچہ کا ذرا مل ہو جاوے گا۔ بچہ بیکر اس کی نانی یا خالہ یا دادی یا چچا کو دیا جائے۔ مگر خیر ذمہ دار الی اقرب کے ہوگا۔ اگر ولی اقرب کوئی ہنو تو وہی خالہ یا چچا بھی والی قریب بن جاوے گی۔ تو خیر اپنے پاس سے کہلاوین۔ لڑکا سات برس کا ہو جاوے اور لڑکی نو برس کی ہو جائے تو اس وقت حضانت ذرا مل ہو جاوے گی۔ اور ولی کو اسکی تعلیم اور حروف اور دیگر معاش سکھانی واجب ہے۔ پس والدی نہ ہو اس کا خیر ذمہ سلطان اسلام کے ہے۔ جس کا نائب قاضی سلطانی ہے۔ اب ملک میں مسلمان ہے نہ قاضی سلطانی۔ یہ مشکل اس طرح برحل ہو سکتی ہو کہ اہل اسلام ہر محلہ میں اس بات کی دیکھیں قائم کریں جو کفیل یتیموں کی ہو۔

مسئلہ یتیم

علیہ الدین۔ ذریعہ لباس علیہ نزع

اس مسئلہ میں بڑی تفصیل ہے مگر شرعاً میں کوئی اشکال نہیں جس سے نزع پیدا ہو۔ کیونکہ شرعاً جو کچھ یتیم دیتے ہیں اسکا ملک کر دیتے ہیں وہ سب کچھ عورت کا ملک ہے۔ شوہر کا کچھ دخل نہیں۔ اور جو کچھ شوہر یا رشتہ داران شوہر لڑکی کو دیتے ہیں وہ دوستم ہے۔ ایک نقد و زیور۔ دوم پارچہات و شیشی نوہ۔ ہو۔ جسکے عوض میں نزع کو اس کے رشتہ دار پارچہات و شیشی عینا فاتہ دیتے ہیں۔ اس قسم کا لین دین عیب بچوں ہے۔ یہ واپس نہیں ہو سکتا۔ اگر نزع ہو جاوے اور یہ نقد جارت باہر واپس کرنا جائز

تو وہ پس نہیں ہو سکتے۔ یہ مسئلہ کتاب الہدیہ میں مفصل میں ہے۔ کہ بیہ زوج کا
زوجہ کو۔ اور زوجہ کو زوج کو وہ پس نہیں ہو سکتا۔ اور بیہ بالہ ضعیف بھی پس
نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی زوج یا زوجہ کو جو بے عیال ہو تو وہ پس نہیں
ہو سکتا۔

اب شبہ زیور میں ہے جو زوج یا اہل زوج زوجہ کو بروقت نسبت ناظر یا برو
نکاح دیتے ہیں۔ یہ دینا کس قسم کا ہے۔ فقہا غایب کے واسطے ہے یا ادا کے
ہر کے واسطے یا بیہ محبت کے واسطے ہے۔ اس بات کی تحقیق بروقت عطا و تسلیم
کافی ضرور ہے۔ شرح میں شرم نہ چاہئے۔ یہ چہال لوگ اس وقت دریا کے
شرم و حیاء میں غوطہ لگا کے ہیں اور اپنی غایب و عزت کے واسطے زیور قیمتی
نہاید بر حیثیت ذاتی و مالی جو شرم میں آکر اپنا مکان رہن رہ کر یا قرعہ پیکر
زیور حسب ثواب و مرضی خاطر زوجہ و رشتہ داران زوجہ دیتے ہیں۔ یہ
بات نہیں کہلتی کہ یہ عطا یا کس قسم کے ہیں۔ اگر ہر میں ہیں اسکا نام بیوین
کہ اصل قدر ہر ہے۔ اور اس قدر زیورات و زن کیا جاوے مادی ہر کے
جو یا کم یا بیش۔ اگر کم ہے تو بروقت نکاح نکاح خوان کو لازم ہے کہ بروی
شاہدین زوج سے یہ اقرار کرالے کہ تمنا ہر ادا کیا گیا۔ اور جو حصہ باقی ہو
اسکا نام نے کہ باقی ہے یا ٹکٹ یا زلیج یا خمس۔

اور اس اقرار کو لکھا جاوے تو بہتر ہے۔ اگر زیور مادی ہر کے ہے۔ یا
نہاید ہے۔ تو یہی بیان کیا جاوے تاکہ ہر دعویٰ ہر کا از جانب زوجہ و
رشتہ داران زوجہ نہ ہو سکے۔ اور احسان زوج کا زوجہ پر رہے جو حق
متاخر تھا آئندہ کے واسطے اس کے ذمہ لگایا تھا اس لیے ابتدا میں خوشی
ادا کر دیا۔ پس زوجہ اس زیور میں تصرف مانگا نہ کر لگی۔ شوہر جو اجازت
لینے کی محتاج نہیں۔ اور اگر یہ زیور فقہا غایب و نہایت ہر بروقت نکاح
نکاح خوان ذکر کر دیوے کہ یہ زیور ملک زوج کا ہے اور ہر اس قدر ہے۔
جسکا نصف مہمل ہے اور نصف مہمل ہے۔ مہمل کے معنی کہ وہ ہر عقد نکاح
کے واجب الادا بندہ زوج ہے۔ اگر نہ دیوے گا تو اس عورت کو اختیار ہو

کہ اسکی خلوت میں جاوے۔ اگر دیدیوے تو وہ خلوت سے عذر نہیں کر سکتی
اگر عذر کرے تو جبر کر سکتا ہے۔ جب خلوت ہو چکی تو ہر کو جبر سے باقی ہے
زوج واجب ہو جاتا ہے۔ اسکا دینا عند الطلب زوجہ واجب نہیں۔ واجب
الادا ہوگا۔ جب کوئی وفات پاوے یا طلاق واقع ہو۔ اسکا مالک کا
زوج اس تحقیق سے خاموش ہے جس سے نزع پیدا ہوتا ہے۔ اگر زوجین
سے کوئی مرد جاوے تو رشتہ داران زوجہ یا خود زوجہ مادی ہر کے ہوتے ہیں۔
وہ عطا یا زیور وغیرہ یا نقد بر باد اسکا نام و نشان نہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے ابتدا
نسبت ناظر سے تا وقت رجعت زوجہ از خانہ والدین کیا کچھ دیا گیا۔ اگر
شمار کریں تو اس ہر سے چند و چند ہو جاتے ہیں۔ شوہر اتنا تو دو لقمہ ہر
کہ اس قدر یا رچات شیرینی اور زیورات بطور تحفہ کے دیدے۔ زوج اہل
زوج اس درجہ کے نہیں کہ کوئی انہیں اس قدر تحفہ دیدیوے۔ اصل بات یہی
ہوتی ہے کہ شوہر اور اہل شوہر سمجھتے ہیں یہ سب کچھ رکھا ہوا ہمارے گھر کا ہے
فقط غایب عوام کے واسطے ہے۔ عوام سمجھتے ہیں اس قدر اس نے دیا۔ اور
وہ سمجھتا ہے کہ سب کچھ ہمارے گھر میں ہے۔ کیونکہ جب اسکو ضرورت پڑتی
ہی وہی زیور لیکر فروخت کرنا ہے۔ اگر زوجہ نہ دیوے تو جبر لیتا ہے۔ اس
سے صاف واضح ہے کہ عطا یا میں اسکی نیت صرف غایب تھی۔ اور بیرون جان کا
زوج ہے۔ جب عورت مرد جاوے تو زیور عطا یا زوج لایا جاتا ہے اور والدین
زوجہ اپنا عطیہ جہیز کا لے جاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ خاص ان عطا یا کو بیہ در تعلیک
سمجھتے ہیں اور اس قدر نقد و ہر بیہ تعلیک کر دین۔ اور دینے والے یہ
رتبہ رکھتے ہیں کہ یہ اتنا دیدیوے اور اس قدر لین۔ کیونکہ وہ بڑے دو لقمہ ہر
میں باہمی کی ضیافتوں میں صد مارو پے پیچہ نشی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ مگر ان فراہ
کو اپنی دولت کی نسبت ایسا تصور کرتے ہیں جیسا مقاس آدمی اپنی ٹولی کو ایک
ملک و فقیر کو یا کتے کو ڈال دے۔ چندان اسکو ناگوار نہیں ہوتا۔ پس ان دو لقمہ ہر
کا یہ فیصلہ کہ بروقت وفات زوجہ کے اپنا اپنا زیور لے جاتے ہیں۔ حلال
شرعی ہے۔ بلکہ بروقت زوجہ منکر فرائض کا بھٹہ رکھل برادری عطا سے لکھا یا

کرتے ہیں۔ اس طو پر۔

مسئلہ ۳۲				
نوع	ابن	بنت	ام	نیزک زبور
۹	۱۰	۵	۶	۶
مسئلہ	ابن	بنت	ام	اب
۱	۲۶	۱۳	۱۲	۱۲

اس کو میں سب وارث شریک ہیں۔ ترکہ زوجہ کا وہی ہو جو انکا ذاتی ملک ہو۔
 اب معلوم کرنا ضروری ہے کہ زوجہ کا نکاح و نفقہ۔ لباس۔ علاج اور کفن ہذا
 زوجہ واجب ہو۔ جو کچھ پارچات چیزیں اسکو طرہ میں سے ملے ہوتے وہ مالک ہوتی
 چاہے بہن کو دے یا بیٹی کو خواہ فرخت کرے۔ زوجہ کو ایسی ضروریات اکثر
 پیش آتی ہیں جن میں یہ پارچات کافی نہیں ہوتے۔ مثلاً اسکی بہن کی شادی ہو
 تو یہ اسکو صلہ رحمی کے واسطے پارچات اور زیور دیتی ہے۔ اور یہ پارچات زیور
 اپنا ملک ہو یا شوہر کا۔ اگر شوہر کے ملک سے لیا ہو باجائزت ہو یا بلا اجازت۔
 اگر بلا اجازت ہو تو یہ فاقہ ہے۔ جس قدر یہ مال بلا اجازت لیا اسقدر
 ہر سے دفع کیا جائے اسکو وصول ہو چکا۔ اگر باجائزت شوہر کے ہو تو دیکھا
 جائے کہ وہ اسکا مقروض تھا وہ اس نے یہ رقم اپنے قرضہ میں ادائی۔ یا تحفہ
 دیا۔ نیت اقرار تحفہ ہو تو نہیں۔ اگر نیت اداسے قرضہ ہے تو زوجہ کو قصور شاہدین
 اطلاع کرے کہ اس قدر ہمارا کیا گیا۔ اور ایسی ایسی ضروریات بالاحتی عورت
 کے درپیش آتی ہیں۔ انکے احوال میں جو کچھ خرچ ہو ذمہ زوجہ کے نہیں۔ اس خرچ کے
 دینے میں زوجہ مجبور کیا جاتا ہے وہ مسئلہ سے ناواقف ہو۔ تاحق زیر بار نہ ہوتا
 ہو۔ مقروض ہو جاتا ہے۔ مکان فرخت کرتا ہے یا رہن رکھتا ہے۔ جب
 مرنے لگے تو عورت ہرٹی مدد بھی ہوتی ہے۔ یہ قیامتین بے غلی کے سبب ہیں۔
 اسلام میں مساوت دینا و آخرت کی ہے۔ جب احکام اسلام کے نہ جانے
 تو دنیا اور آخرت میں سوا اور ذلیل ہوا۔

نکاح فرض تھا یا واجب یا سنت۔ اگر عبادت سمجھ کر کرنا اور احکام نکاح سے
 واقف ہوتا تو اس بلایں نہ پڑتا۔ سب احکام اسلام سے اول درجہ کا ایمان ہو۔
 پھر نماز۔ پھر احکام نکاح و طلاق۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسلام
 اسلام کے پانچ ہیں۔ اول کلمہ شہادت۔ دوم نماز۔ سوم زکوٰۃ۔ چارم روزے
 ماہ رمضان۔ پنجم زیارت بیت اللہ شریف۔ یہ پانچ اسلام کے ایمان
 کے تحت پر رکھے گئے ہیں۔ ایمان کا مقام مومن کا اول ہے۔ کلمہ شہادت کا
 مقام ایمان۔ اور نماز کا مقام سارا بدن حسب طاقت۔ اگر قیام کی طاقت ہو تو
 قیام کرے۔ اگر طاقت بیٹھنے کی ہے قیام کی نہیں بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر جلوس کی
 طاقت نہیں تو درایتی کر دھڑ پر لیٹ کر نماز پڑھے۔ اگر کر دھڑ پر لیٹنے کی طاقت نہیں
 تو چٹ لیٹ کر قبضہ کیڑن بن کر کے سر کے نیچے ٹکیر رکھے۔ رکوع و سجود کا اشارہ
 کرے۔ زکوٰۃ روزہ کے وجہ مشروط بشرط ہیں۔ زکوٰۃ میں مال تجارت کا کسی
 جنس کا ہو یا سونا چاندی نقاب زکوٰۃ کے ہوں یا روپے نقد ہوں۔ نقاب
 پر سال گذر جائے اور نقاب بھی نقد رسوا ۵۸ روپے کے مساوی ہوں۔ یا
 سونا سوا ۸۸ تول اس سے کم نہ ہو۔ جتنا زیادہ ہو اسی حساب سے ہو۔ چالیس تول
 حصہ دے۔ روزہ میں شرط ہے کہ بیمار اور مسافر نہ ہو۔ اور حج میں شرط ہے
 کہ تندرست راستہ کا امن ہو۔ اور خرچ آنے جانے کا سوا رسی اور خوراک
 کا اور عیال و اطفال کا رکھتا ہو۔ اور نکاح میں فقط اتنی شرط ہے کہ اپنا اور
 زوجہ کا خرچ اور ہر مہیج ادا کر سکتا ہو۔ اور نکاح کا تندرست ہو کہ حق زوجہ کا ادا
 کر سکے۔ نکاح حرام سے بچانا ہے جس سے بچنا فرض ہے۔ اور اس میں
 اتباع سنت نبوی کا ہے۔ اس میں خوشی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور
 اپنے والدین کی ہے اور دوستوں کی ہے۔ اس میں بہت احتیاط چاہئے۔
 اپنی کفو ملجوزا رکھے۔ اور اداسے حقوق زوجہ فرض کامل جانے۔
 شیطان کو نکاح کرنے سے بڑا رنج ہوتا ہے۔ طلاق سے بہت خوش ہوتا ہے۔
 خدا تعالیٰ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناماض ہوتے ہیں۔ اگر خدا وین میرا
 ہو جاوے۔ سوائے جہائی زوجہ سلامتی دین غیر منصور ہو تو اسکا دفعہ زبردستی

و زود و کوب و زوجہ سے نہ ہو سکے تو مجبوراً حسب الحکم یا ریتھالے ایک طلاق بر وقت
 پاک ہوئے عورت کے حیض سے اور اس کے غسل کر کے قبل از و طلاق ایک طلاق
 دے۔ اگر حیض میں طلاق دینگا یا بعد و طلاق کے دینگا یا اکٹھی تین طلاق دے گا
 تو گنہگار ہو گا۔ اکٹھی تین طلاق دینے والے کو خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مارنے
 شروع کیے تھے یہ حرام کام کیوں کیا۔ سب اصحاب و علماء اہل سنت و الجماعت کا
 اتفاق ہے کہ تین طلاق اکٹھی دینی حرام ہے۔ جن سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے سوا حلالہ
 کے اس کے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے۔ اس ملک کے مہمال میں جو مروج ہیں کہ ان کے
 بات پر تین طلاق دیریتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تین طلاق کے ساتھ چھوڑ دی
 یا اس پر تین طلاق ہیں۔ اس لفظ میں مخالف عالم و ادویہ مجاہدین و اسحاق باطون
 سب اسکو تین طلاق کہتے ہیں۔ انکا خلاف ہو تو فقط ان الفاظ میں ہو جو عرب
 میں کہتے تھے اَنْتِ طالق۔ اَنْتِ طالق۔ اَنْتِ طالق۔
 دوسرے اور تیسرے لفظ کو تاکید پہلے لفظ کی بناتے تھے۔ جبکہ حضرت خلیفہ ثانی
 نے مردود کر دیا۔ اور سب اصحاب اور مجتہد اس حکم پر متفق رہے۔ اور حکم
 خلیفہ ثانی کو حکم خدا و رسول کریم سمجھتے۔ اور فرمایا کہ
 اگر کوئی برخلاف حکم عمری کے کوئی
 تاحفی سلطان حکم فرماوے
 تو ناجائز و باطل
 ہے +